السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز کے فرائض وارکان سے مراد کیا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز کے فرائض وارکان سے مراد نمازی کے وہ اعمال اور ہیئات مراد ہیں جن کی ترکیب اور مجموعہ سے نماز کی ہیئت کذائی بنتی ہے اگر ان میں کوئی ایک عمل اور ہیئت ترکیبی رہ جائے تو نماز نماز ہی نہیں رہتی اور نہ شرعاً معتبر، اور وہ یہ ہیں :

۱۔ النیۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ...0 ... البینۃ

''انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

(إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) (صحیح البخاری : باب کیف کان بدء الوحی ج ا ص ۲)

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

یعنی اعمال کا قبول وعدم قبول نیتوں پر موقوف ہے، مگر اس نیت کا معنی قصد اور عزم ہے جس کا محل دل ہے زبان نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی صحابی سے زبان سے بول کر نیت کرنا ہرگز ثابت نہیں۔ لہٰذا نیت مروجہ کے الفاظ نری بدعت ہیں۔

۲۔ **تکبیر تحریمہ :**

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

أن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ» (رواہ الشافعی واحمد وابوداؤد وابن ماجہ والترمذی وقال ھذا اصح شیئ فی ھذا الباب۔)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : نماز کی چابی وضو ہے اور اس کا آغاز اللہ اکبر سے اور نماز سے فراغت السلام علیکم ہی سے ہے اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہی ہے کوئی دوسرا کلمہ اللہ اعظم یا اللہ الاکبر یا اللہ الکبیر ہرگز ثابت نہیں اور نہ یہ کلمات اس کا بدل ہیں۔

۳۔ قیام :

فرض نماز میں قیام بھی نماز کا رکن ہے اگرچہ قیام کی رکنیت کتاب وسنت کی نصوص صریحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ تاہم مزید برآن اس کی رکنیت پر امت کا اجماع بھی ہوچکا ہے مثلاً : اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۲۳۸ ... البقرۃ اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو''۔ یہ آیت قیام کی رکنیت پر نص صریح ہے :

عن عمران بن حصین قال کانت بی بواسیر فسألت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الصلوة فقال صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا۔ الحدیث۔ (الجامع الصحیح البخاری : باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب جلد ا، ص ۱۵)

''جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا عارضہ لاحق تھا، میں نے نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیسے پڑھوں ؟ تو آپ نے فرمایا : کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، اگر بیٹھ نہ سکو تو کروٹ کے بل پڑھ لو۔

۴۔ قراءت فاتحہ :

ہر فرض ونفل نماز کی ہر رکعت میں مقتدی اور امام اور منفرد پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بھی رکن ہے نماز سری ہو یا جہری ہو۔ جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

اَن النبی ﷺ قال لاصلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ الجامع الصحیح باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم فی الصلوات کلھا، فی الحضر والسفر، وما یجہر فیھا وما یخافت (جلد ا ص ۱۰۴)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اس مضمون کی اور بھی بیش از بیش احادیث مروی ہیں جو فاتحہ کی رکنیت پر بالصراحت دلالت کرتی ہیں۔ فلا مجال للخلاف ولا موضع لہ

۵۔ رکوع :

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب اذہان ہے :

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا ارْکَعُوا وَاسْجُدُوا ۷۷ ...الحج

''اے ایمان والو! رکوع اور سجدے کرتے رہو۔''

حدیث رفاعہ بن رافع (مسیئی الصلوۃ) کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعاً۔ (سنن اَبی داوٗد باب صلوۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ج اص ۱۳۱ وعون المعبود ج اص ۳۲۱)

''پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔''

۶۔ رکوع کے بعد والاقیام :

حضرت عائشہ فرماتی ہیں :

وَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ لَمْ یَسْجُدْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَائِماً۔ (صحیح مسلم : باب ما یجمع صفۃ الصلوۃ الخ ج اص ۱۹۴)

''جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک آپ پوری طرح کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ کرتے۔''

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

کَانَ اِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّکُوعِ اِنْتَصَبَ قَائِماً۔ (صحیح مسلم : ج اص ۱۸۹)

''آپ رکوع کے بعد اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوتے۔''

۳۔ قَالَ اَبُو حمید رفع النبی ﷺ وَاسْتَوٰی حَتّٰی یَعُودَ کُلُّ فَقَارٍ مَکَانَہٗ۔ (الجامع الصحیح : باب الطمانیۃ حین یرفع راسہ من الرکوع۔ ج اص ۱۱۰)

''کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو اس طرح سیدھے ہو کر کھڑے ہوتے کہ کمر کی تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ لوٹ کر ٹھہر جاتیں۔''

۷۔ سجدہ :

اس کی دلیل قرآن عزیز کی وہی نص صریح ہے جو رکوع کی رکنیت کے اثبات نمبر ۵ میں تحریر ہو چکی اور رفاعہ بن رافع کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا :

((ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِداً)) (سنن اَبی داؤد : باب صلوۃ من لایقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ج اص ۱۳۱)

''پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کر۔''

بہر حال فرض اور نفل نماز کی ہر ایک رکعت میں مع الاطمینان دو سجدے فرض اور رکن ہیں اور اعضائے سجدہ سات ہیں۔ ناک سمیت چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : «اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ، وَاَشَارَ بِیَدِہٖ عَلٰی اَنْفِہٖ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ، وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ۔ (الجامع الصحیح : باب السجدۃ علی الانف ج اص ۱۱۲، الدار قطنی مع المغنی، ج اص ۳۴۸)

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سات پنڈلیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ملا ہے وہ یہ ہیں : پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔''

۸۔ آخری قعدہ :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی رکنیت اور فرضیت کی تصریح فرماتے ہیں :

قَالَ : كُنَّا نَقُولُ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ : السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ , فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا تَقُولُوا هذا ولكن قولوا التحيات للہ وذكره۔ (رواه الدارقطنی وقال اسناده صحیح۔ الحدیث باب فی ان التشهد فی الصلوة فرض ج ۲ ص ۲۸۲ ، اخرجه الدارقطنی ج ا ص ۳۵۰ ، والبیهقی صحاه رحو مشعر بفرضية التشهد۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۸۰)

یہ نماز کی آخری رکعت میں سجدہ کے بعد قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے ۔

السید محمد سابق مصریؒ تصریح فرماتے ہیں :

الثابت المعروف من ھدی النبی ﷺ أنہ کان یقعد القعود الأخیر ویقرأ فیہ التشھد۔ قال ابن قدامہ وھذا یدل علی أنہ فرض بعد ان لم یکن مفروضا۔ (فقہ السنۃ)

''رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور معمولی مبارک سے یہ بات بہر حال ثابت اور معروف ہے کہ آپ آخری قعدہ بیٹھ کر تشہد پڑھا کرتے تھے ۔ ابن قدامہ ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث ولکن قولوا التحیات للہ ارقام فرمانے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ روایت قدہ اخیر کی رکنیت کی دلیل ہے ۔''

۹۔ سلام :

اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو تکبیر تحریمہ کی رکنیت کی بحث میں مرقوم ہے :

ن عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : « مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ » (رواه احمد والشافعی وابوداؤد وابن ماجہ والترمذی وقال ھذا اصح شیئ فی الباب واحسن)

''نماز کی چابی وضو، اس کا آغاز اللہ اکبر اور فراغت کا واحد ذریعہ دو طرفہ سلام ہے ۔''

۲۔ وعن عامر بن سعد عن ابیہ قال کنت أری النبی ﷺ یسلم عن یمینہ وعن یسارہ حتی یری بیاض خدہ۔ (رواہ احمد و مسلم والنسائی وابن ماجہ)

۳۔ وعن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فکان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قال الحافظ ابن حجر فی بلوغ المرام رواہ ابوداؤد باسناد صحیح۔ (فقہ السنۃ : ج ا ص ۱۱۹)

''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی ۔ پھر آپ نے دائیں جانب چہرہ پھیر کی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ فرمائے ۔''

لیجئے جناب! یہ ہیں وہ ارکان الصلوۃ وفرائضہا جو کتاب اللہ العزیز اور احادیث صحیحہ حسنہ مرفوعہ ، متصلہ غیر معلہ ولا شاذہ سے ثابت اور محقق ہیں ۔ میں نے بتوفیق اللہ وحسن عونہ کوئی ایسا عمل اور رکن نہیں چھوڑا جو نماز کی ہیئت کذائی میں شامل ہو اور رسول اللہ ﷺ سے مروی اور منقول صفۃ الصلوۃ کا جزو اور حصہ ہو ۔ لہذا معترض حضرات ان ارکان کے تناظر میں بنظر امعان حضرت مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ کی نماز کی ادائیگی کا جائزہ لے کر خود انصاف کریں کہ ان کا موقف کہاں تک درست ہے؟ جہاں تک اس ناچیز راقم السطور نے مولانا ممدوح کی نماز کی ہیئت کذائی کا معائنہ کیا ہے تو میں علی وجہ لبصیرت کہتا ہوں کہ مولانا کمزور تر ہے ۔

آخر میں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ جس کی اپنی نماز ہو جاتی ہے اس کی اقتدا بی بالاتفاق جائز ہے ۔ کیا کوئی یہ کہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں بیٹھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کو جو نماز پڑھائی تھی وہ صحیح ادا نہیں ہوئی حالانکہ آپ نے قیام نہیں کیا تھا جو کہ نماز کا اعظم ترین رکن ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص438

محدث فتویٰ